ڈاکٹر نفیس اقبال

مرآت العاشقین: تعارف و تجزیہ

"Mirat -ul-Ashiqeen" is a book of great importance in the field of "Mulfoozat" literature.(teachings of sufism based on sufi saints speeches for the benefits of dervaish followers). This book is focused on expanding upon the specific terminology used in the following two sufism books "Fath-ur-Rabbani"and "Miraat-ul-Arifeen". Another important aspect of this book is the easily comprehendable writing style and diction which is useful for the reader.Various sayings and poetry of sufis have been employed in this regard in order to answer the queries and debates of mysticism .This book also throws light on the unique spiritual relationship of the saint and his follower .The tradition of composing "mulfoozat" based on sufi"majlis" (gathering) is ancient and commendable.

مرآت العاشقین سید شیر محمدؒ شاہ گیلانی کے ملفوظات طیبات پر مشتمل رسالہ ہے جو امام جلوی پیر غلام محمدؒ صاحب کی تالیفِ لطیف ہے۔ یہ رسالہ پہلی بار شوال المکرّم 1386ھ میں اشرف پریس لاہور سے شائع ہوا۔ 92 صفحات پر مشتمل یہ رسالہ لمبائی چوڑائی کے لحاظ سے بھی بہت مختصر ہے۔ مرآت العاشقین کے آغاز میں قبلہ امام جلوی پیر غلام محمدؒ صاحب نے اپنا تعارف کروایا ہے اور بڑے عجز و انکسار کے ساتھ خود کو حضرت سید شیر محمدؒ قادری کا غلام اور خادم بتایا ہے جو حضرت سید قطب علی شاہؒ بخاری کے خلیفۂ اعظم ہیں۔

قبلہ امام جلوی پیر غلام محمدؒ، سید شیر محمدؒ شاہ کے مریدِ خاص اور خلیفہ ہیں۔ وہ مرآت العاشقین کو گنجینۂ اسرارِ الٰہی اور خزینۂ انوارِ نامتناہی لکھ کر اپنے پیر کامل سے عقیدت کا اظہار کرتے ہیں اور مرآت العاشقین کا سببِ تالیف لکھتے ہوئے فرماتے ہیں:

> ''سن تیرہ سو تینتالیس ماہِ شوال المکرّم کی انتیسویں تاریخ پنجشبہ کی رات کو خواب میں جناب قطب الاقطاب سرتاج اولیاء حضرت دادا پیر دستگیر سید قطب علی شاہؒ صاحب بخاری کا حضور پرنور نصیب ہوا اور بوقتِ برخواست مجلس ارشاد فرمایا کہ جب اپنے پیر دستگیر کی خدمتِ اقدس میں قدمبوس حاصل کیا کرو تو قلم دولت لیکر جو کچھ ہمارے متعلق کلام ہو یا دیگر مسائل زبان درفشاں سے سنو تحریر کرتے رہا کرو۔ بندہ نے عرض کیا کہ اگر کوئی لفظ مبارک یاد سے فراموش ہو جائے تو اس کے مضمون کے بعد مجلس کے مناسب کلام موزوں تحریر کرلوں تو کمالِ شفقت سے اجازت فرمائی۔''(۱)

اس کے بعد لکھتے ہیں کہ بعد ازاں بوقت اشراق جب حضرت سید شیر محمدؒ صاحب دولت سرائے سے باہر رباط میں تشریف لائے تو ان کے سامنے خوابِ مذکور عرض کیا گیا تو وہ بہت خوش ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ ''اس حکم کی تعمیل عین فرض ہے''(۲)

مذکورہ بالا خواب میں اپنے پیر اور دادا پیر کیلئے لکھے گئے القابات سے ملفوظات کے مصنف قبلہ امام جلویؒ کی عقیدت و محبت کا اظہار ہوتا ہے۔ ویسے بھی ادب محبت کے قرینوں میں پہلا قرینہ ہے اور ملفوظات لکھنے والا بھی خوش نصیب ہوتا ہے۔ بابا فریدؒ لکھتے ہیں:

''خوش نصیب ہے جو اپنے پیر کے الفاظ گوشِ ہوش سے سُنتا اور انہیں لکھ لیتا ہے''(۳)

ملفوظات لکھنے کا رواج بھی ہے اور اسے سعادت بھی سمجھا جاتا ہے مولوی سید صباح الدین عبدالرحمٰن اپنے مضمون ''خواجگانِ چشت کے ملفوظات کی صحت'' میں لکھتے ہیں:

''افضل الفوائد مرتبہٗ امیر خسروؒ میں ہے کہ ملفوظات کو جمع کرنے کا دیرینہ رواج ہے اور یہ بڑی سعادت سمجھی جاتی ہے چنانچہ حضرت نظام الدین اولیاءؒ کی زبانی یہ بیان ہے کہ جب مرید اپنے پیر کی خدمت میں حاضر ہو تو جو کچھ اپنے پیر سے سنے اس کو قلمبند کر لے کیونکہ اس کے ہر حرف کے بدلے بہشت میں اس کیلئے ایک قصر تیار ہوگا۔''(۴)

مرآت العاشقین میں مجلسِ اول سے نہم تک نو مجالس کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان مجالس میں حاضر ہونے والے مریدوں کا ناموں کے ساتھ تذکرہ ہے۔ ہر مجلس کی تاریخ، دن اور وقت بھی درج کیا گیا ہے جیسے مجلسِ اول کا حال درج کرتے ہوئے پیر غلام محمدؒ جلوآنوی لکھتے ہیں:

''بتاریخ یکم ذوالحجہ 1343 ہجری بروز جمعہ بعد نماز عصر جناب غوثیت مآب حضرت پیر دستگیر مسجد سے رباط میں تشریف لائے۔ سید احمد شاہ و مولوی وریام الدین و میاں غلام محمدؒ و میاں احمد دین و دیگر تمام حلقہ بگوشانِ درگاہ حاضرِ خدمت تھے۔ مجلس آراستہ ہوئی۔''(۵)

دوسری مجلس میں حضرت سید غلام رسول شاہ کا ذکرِ خیر ہے جو سید شیر محمدؒ شاہ گیلانیؒ کے صاحبزادے تھے۔ پیر کی اولاد سے محبت کا یہ عالم ہے کہ صاحبزادہ صاحب کیلئے ''خسروِ خوباں و سلطانِ محبوباں رشکِ مہر و ماہ'' جیسے القاب استعمال کئے۔ صاحبزادہ صاحب کے ذکر کے ساتھ باقی حاضرینِ مجلس کیلئے ''تمام حلقہ بگوشانِ درگاہ'' لکھا ہے اور دوسری مجلس کے بعد باقی تمام مجالس میں صرف تمامی یا تمام حلقہ بگوشانِ درگاہ ہی لکھا ہوا ملتا ہے۔

پہلی مجلس میں پیر غلام محمدؒ جلوآنوی کو ''فیض سبحانی'' پڑھنے کا حکم دیا گیا۔ فیض سبحانی ترجمہ ہے ''فتح الربانی'' کا جو حضرت محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ کی تصنیف ہے۔ حضرت سید شیر محمدؒ قادریؒ نے فیض سبحانی کی شرح کرتے ہوئے جو کلمات طیبات ادا کئے، اُن کا ذکر اس مجلس میں ہے ''حکم کے خادم اور علم کے طالب بنو تم پر تمام علوم کھل جائیں گے''(۶)

ان کلمات کی تشریح کرتے ہوئے حضرت سید شیر محمدؒ قادریؒ فرماتے ہیں:

''حکم سے مراد شریعت ہے اور علم سے مراد معرفت ہے۔ طالبِ صادق کو چاہیے کہ ظاہر شریعت کا پابند اور باطن معرفت میں خرسندر ہے تاکہ ظاہری و باطنی کمال حاصل ہو۔'' پھر فرمایا کہ عارفوں کا قول ہے کہ ایک ہاتھ میں شریعت کا شیشہ ہو اور دوسرے ہاتھ میں عشق کی آہرن ہو اور طالبِ یار اس طرح ہوشیار ہے کہ نہ شیشہ ٹوٹنے پائے اور نہ آہرن ہاتھ سے جائے۔''(۷)

اس شرح کے بعد فارسی اشعار ہیں اور پھر اس قول ''شرع کو سیکھ کر سب سے الگ ہو جا پھر اگر تو خواص میں ہوگا تو خدا تجھ کو اپنے علم پر مطلع کر دے گا'' کی شرح اس طرح کی ''فقہ ظاہر کا سیکھنا اور مخلوق سے قطع تعلق کرنا عوام کا کام ہے اور علومِ اسرارؔ الٰہی پر مطلع ہونا اور مخلوق کو ملنا اور راہنمائی کرنا خاصانِ خدا کا شان ہے''(۸)

خلوص کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ''خلوت دل'' سے ہونی چاہیے نہ کہ تن سے جیسا کہ کسی عارف نے فرمایا ہے۔

چلّے میں بیٹھے جائے کے اور من پھرے ہے ہر کہیں
پر دل تو چلّے میں نہیں جو تن ہوا تو کیا ہوا

''کنوئیں نے جب کھودے جانے کے وقت کدال پھاوڑوں کو برداشت کرلیا تو اس سے پانی کا چشمہ نکل آیا اور اُس کے قریب مسافر اور قافلے ٹھہرنے لگے''(۹)

فیض سبحانی کے ان جملوں کی وضاحت کرتے ہوئے قبلہ عالم (سید شیر محمدؒ قادری کیلئے استعمال ہوا ہے) نے فرمایا:

''کنوئیں سے مراد انسان کا دل ہے اور کدال اور پھاوڑوں سے ذکر اور فکر مراد ہے۔ جب طالبِ صادق ریاضت مجاہدہ اور ذکر وفکر سے دِل کی درستی میں مشغول ہوتا ہے تو دل سے اسرارِ الٰہی اور علومِ لدنی کا چشمہ نکل آتا ہے۔تب طالبان اسرارِ ربّانی اور عاشقان انوارِ سُبحانی اور تمام عوام خاص بصدق دل واخلاص سعادت ابدی اور دولت سرمدی حاصل کرنے کے واسطے اس کے پاس جمع ہوتے ہیں۔''(۱۰)

مرآۃ العاشقین میں ''مرآت العارفین'' اور ''فتح الربانی'' کے اقوال کی تشریح کی گئی ہے۔ دوسری مجلس میں بھی فیض سبحانی پڑھنے کا ارشاد فرمایا گیا اور پیر کامل یعنی قبلہ عالم نے اس قول کی وضاحت کی: ''تمام چیزیں خدا کی تحریک سے متحرک اور اسی کے ٹھہرانے سے ٹھہری ہوئی ہیں'' وضاحت میں فرمایا:

''بس یہی ایک حرف کافی ہے۔ جو اس بات پر یقین کرتا اور مان لیتا ہے وہ قضاوقدر کے رارز کو پہچان لیتا ہے'' پھر حدیثِ قدسی کا ذکر کیا کہ ''بغیر حکم الٰہی ایک ذرّہ بھی جنبش نہیں کرتا۔ پس طالبِ صادق کو چاہیے کہ تمام حرکات وسکنات اور اقوال وافعال عوالم میں فعلِ الٰہی کا معائنہ کرے......اور تمام ذواتِ موجودات میں ذاتِ حق سبحانہ کا مشاہدہ کرے تاکہ فنافی الذات کا مقام حاصل ہو۔''(۱۱)

توحید کے سلسلے میں حضرت شیر محمد گیلانی فتح پوری نے حضرت شمس تبریز کے فرمان کو دہرایا کہ ''جہاں توحید ہے وہاں کُن مکُن کا کیا کام''(۱۲)

احکامِ شریعت پر محکم اور مضبوط رہنے کے سلسلے میں حضرت محمد گیسو درازؒ کی مثال دی کہ وہ تیس سال تک کمال مستی اور استغراقِ ہستی کے باوجود احکامِ شریعت کے پابند رہے اگرچہ مریدان کو وضو کراتے اور مسجد میں لے جاتے۔ اس سلسلے میں قبلہ عالم فرماتے ہیں:

''طالبِ صادق کو چاہیے کہ ظاہر میں خلق کے ساتھ اور باطن میں حق کے ساتھ رہے تاکہ شریعت اور حقیقت دونوں جمع ہو جائیں ظاہر سرتاپا سنت اور باطن سربسر توحید ہو یعنی ظاہر شریعت میں شاد اور باطن سب سے آزاد ہو''(۱۳)

مجلسِ سوم میں وجد اور شوق کا ذکر کیا گیا ہے قبلہ عالم ''فیض سبحانی'' کے اس قول ''اللہ تعالیٰ جب کسی بندہ سے محبت رکھتا ہے تو اس کے قلب میں وجد اور اپنا شوق ڈال دیتا ہے''(۱۴) کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ فقیری یہی وجد ہے اور یہ شعر پڑھتے ہیں۔

علم ظاہر سربسر ہے قیل وقال
علم باطن سربسر ہے وجد و حال

وجد وحال کی کئی مثالیں بھی اس مجلس میں دی گئیں۔ بایزید بسطامیؒ سے کلمات عجیبہ حالتِ وجد میں ظاہر ہوئے اور اسی طرح اکثر اولیائے کرام حالتِ وجد میں کلمات بلند کہہ گئے جیسے ذوالنون مصریؒ، ابوبکر شبلیؒ اور ابوبکر واسطیؒ وغیرہ لیکن قبلہ عالم دوست کے راز کے غماز کو قابلِ اعتبار ولائق اسرار نہیں سمجھتے اور فرماتے ہیں:

''اسرارِ الٰہی اغیار کے روبرو اظہار کرنا سخت گناہ بلکہ کفر ہے کہ افشاء اسرار الرّبوبیۃ کفر''یعنی ربوبیت کا راز ظاہر کرنا کفر ہے''(۱۵)

مجلس چہارم میں فرمایا کہ نفع ونقصان کے متعلق مخلوق سے امید وخوف رکھنے والا سخت گنہگار اور لعنت کا سزاوار ہے کیونکہ خلقت خود مجبور اور بے اختیار ہے پس امید وبیم خداوند کریم سے چاہیے نہ کہ اپنی جیسی مخلوق سے''(۱۶)

اس مجلس میں نفس کی اصلاح کیلئے اور بھی موضوعات زیرِ بحث آئے جیسے حرص کی دوری کو بادشاہی قرار دیتے ہوئے فرمایا:

''انسان حرص سے دور ہے تو شہنشاہ اور نُو رہے اور اگر حرص میں گرفتار ہے تو کتے سے بھی خوار ہے''(۱۷)

فنا فی اللہ ہو جانے والے کی حفاظت خود خدا کرتا ہے۔فرمایا:

''جو شخص اپنی ہستی سے فنا اور ذاتِ حق کے ساتھ بقا حاصل کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی حرکات وسکنات اور تمام حالات کا حافظ ونگہبان ہو جاتا ہے۔''(۱۸)

مجلس پنجم میں ''جس نے خدا کے محبّ کو دیکھا اس نے سب کچھ دیکھ لیا'' کی شرح میں فرمایا:

''محبّ کو دیکھنے والے کا یہ حال ہے تو محبوب کے دیکھنے والے کو کیا کمال حاصل ہوگا''اور پھر فرمایا''اولیاء کا دیکھنا عین خدا کا دیکھنا ہے پس طالبِ صادق کو چاہیے کہ تصور پیر میں ہر دم مشغول رہے تاکہ صورت سے معنی کی طرف ترقی کر جائے اور پیر کامل کا شان کماحقہٗ نظر آئے۔''(۱۹)

ادراک کے مطابق مقام متعیّن ہونے کے بارے میں فرمایا:

''تمام منزلیں ادراک میں ہیں۔جہاں تک کسی کا ادراک ہے وہی اس کا مقام ہے''(۲۰)

چیزوں کو جاننے کیلئے خدا کی معرفت کو ضروری قرار دیا۔فرمایا:

''خدا کا وصال اس کی معرفت ہے جس نے خدا کو پہچان لیا اس نے سب کچھ جان لیا اس لئے کہ کوئی چیز انسان کے علم سے باہر نہیں جس چیز کا نام لے گا اس کو پہلے جان لیگا۔''(۲۱)

عارفین کہتے ہیں کہ دیدارِ الٰہی دنیا میں دل کی آنکھ سے حاصل ہوتا ہے نہ کہ سر کی آنکھ سے مگر غلبہ حال کے وقت ایسا معلوم ہوتا ہے گویا سر کی آنکھ سے دیکھ رہا ہے حالانکہ مشاہدہ بصیرت نے کیا مگر عارف نے سمجھا کہ وہ بصر ظاہری سے دیکھ رہا ہے۔

بقول سید شیر محمدؒ شاہ گیلانی:

''عارف اس مقام تک پہنچ جاتا ہے کہ بصر اور بصیرت ایک ہو جاتے ہیں اور ظاہر وباطن یکرنگ ہو کر صورت و معنی کا امتیاز درمیان سے اٹھ جاتا ہے اور دل اور ظاہری آنکھ کا دیکھنا یکساں ہو جاتا ہے''(۲۲)

اس مجلس میں فقر کا ذکر بھی ہوا اور حیرت کا بھی۔

حیرت کی دو قسمیں ہیں۔حیرت مذموم اور حیرت محمود۔حیرت معرفت سے حاصل ہوتی ہے جس قدر معرفت زیادہ ہو اسی قدر حیرت بڑھتی ہے۔معرفت کی حقیقت حیرت ہے۔شبلیؒ کا قول ہے کہ معرفت حیرت کی ہمیشگی ہے اور جب حیرت کمال کو پہنچ جاتی ہے تو علم حاصل ہوتا ہے اس لئے عارفین فرماتے ہیں اے متحیروں کے راہنما مجھے حیرت میں زیادہ کر اور الٰہی اپنی ذات میں میری حیرت کو بڑھا۔پس مقام حیرت میں عارف اپنی ہستی اور نیستی سے بیخبر ہو جاتا ہے یہانتک کہ خدا تعالیٰ اس کو اپنا علم عطا فرماتا ہے جس سے وہ خدا تعالیٰ کو پہچان لیتا ہے اور عرفت ربی بربی کی حقیقت منکشف ہو جاتی ہے تب اس کی ذات اور صفات کو اپنی ذات اور صفات میں پاتا ہے اس وقت من عرف نفسہ فقد عرف ربہ کا معنی کھل جاتا ہے۔(۲۳)

مجلس ششم میں دو دائروں کا ذکر ملتا ہے۔وہ دو دائرے یہ ہیں:

1-دائرہ ہویت 2-دائرۃ النون والقلم ومایسطرون

دائرہ ہویت میں برائے تفہیم عوام سہ مراتب احدیت، واحدیت اور برزخ جامع کا ذکر ہے۔اس میں قوس واحدیت چار اقسام پر منقسم ہے یعنی وجود و علم و نور و شہود، دائرۃ النون والقلم ومایسطرون میں مذکور مراتب کی وضاحت کی ہے۔یہ دائرہ دو قوسوں پر منقسم ہے ن قوسِ احدیت میں اور قلم قاب قوسین وحدت میں اور ومایسطرون قوسِ واحدیت میں ثابت فرمایا اور وہ یہ ہے۔

دائرۃِ النون والقلم ومایسطرون

دائروں کی وضاحت کرنے کے بعد مجلس میں رسالہ مرآت العارفین پڑھنے کا حکم دیکر بحرالحقائق سید شیر محمدؒ شاہ گیلانی فتحپوری مرآت العارفین کے بارے میں فرماتے ہیں:

''اس کی فہمید عوام کی عقل سے بعید ہے۔ہاں اگر کسی کو سمجھ نہ آئیگی تو نجات تو ضرور ہو جائیگی جیسا کہ امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ جب تو صوفیہ کرام کا کلام سنے تو انکار مت کر بلکہ آمنا کا سر ہلا تا کہ سر ہلانے والوں میں شمار ہو کر تیری نجات ہو جائے۔''(۲۴)

اسی مجلس میں انسانِ کامل،صور علمیہ اور اعیانِ ثابتہ کی وضاحت کی گئی۔صاحبِ کتاب کے مطابق اعیانِ ثابتہ آئینوں کی مانند ہیں اور اعیانِ خارجیہ ان کے عکوس ہیں۔پس عالم حق تعالیٰ کی صورت ہے جو اس کے علم کے آئینہ میں ظاہر ہے اور حق تعالیٰ اپنے علم میں سوائے اپنے کسی کو نہیں دیکھتا اس سلسلے میں صاحب مرآت العاشقین بطریق تمثیل فرماتے ہیں:

''اگر کوئی شخص کسی محل یا مکان میں داخل ہو کہ جس میں آئینہ ہائے خورد وکلاں ہر طرف چسپاں ہوں تو وہ ہر آئینہ میں اپنی صورت کا مشاہدہ کرے گا آئینہ صغیر میں صغیر کبیر میں کبیر راست میں راست کج میں کج اور باوجود اس کے ان تمام سے متثنا ہے۔اگر وہ آئینے توڑ دیئے جائیں تو اس شخص کا کوئی نقصان نہیں ہوتا اور نہ ان عکوس کی کثرت سے شخص کی وحدت میں خلل آتا ہے۔اسی طرح ذاتِ خدا ہر شے میں جلوہ نما ہے اور باوجود اس کے ہر قسم کے نقص وزوال سے منزہ ومبرا ہے......جس طرح بے حساب پانی کے پیالوں میں آفتاب نظر آتا ہے اور اس سے آفتاب ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہو جاتا اور نہ اس میں داخل ہو جاتا ہے اسی طرح واجب الوجود ہر شے میں موجود ہے اور اس سے اللہ کی ذات میں حلول ثابت نہیں ہوتا جس طرح آفتاب کا نور ہر پاک و پلید مقام پر چمکتا ہے اور اس کے نور میں کسی طرح کی پلیدی یا زیادہ پاکی واقع نہیں ہوتی اسی طرح اس کی ذات کے نور کا ہر شے میں ظہور ہے اور اس سے اس کی ذات کو کوئی نقص یا نیا کمال حاصل نہیں ہوتا۔''(۲۵)

لوحِ محفوظ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرتِ کاملہ کے ساتھ اپنے علم قدیم سے نکالا جیسا کہ عارفین فرماتے ہیں کہ لوحِ محفوظ کا علم اللہ تعالیٰ کے علم سے ایک جز ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت کاملہ کے قانون کے موافق جاری کیا ہے اور بعض کے نزدیک یمین ویسار سے صفات جمال وجلال مراد ہیں۔بعض مشائخ کے نزدیک نفسِ کل سے مراد لوحِ محفوظ ہے۔اصطلاحات صوفیہ میں ہبا اس شے کا نام ہے جس میں حق سبحانہٗ نے صورتِ عالم کو ظاہر فرمایا ہے اور اس کو ہیولی بھی کہتے ہیں اور ہیولیٰ کے معنی ہر شے کا مادہ اور ہر شے کی اصل ہے۔(۲۶)

اس مجلس میں لوحِ محفوظ،نفسِ کل اور ہبا جیسی اصطلاحاتِ صوفیا کی وضاحت کے ساتھ انسانِ کامل کا بھی ذکر کیا گیا اور انسانِ کامل کو تمام افلاک وکواکب وعناصر ومولدات ثلثہ معدنیات ونباتات اور جنت ودوزخ وحور وقصور اور تمام مخلوقات کے ظہور کا سبب بتایا۔انسانِ کامل کو خلاصۃ الموجودات قرار دیا اور فرمایا کہ اگر انسانِ کامل کا نور نہ ہوتا تو حق اور عالم کا ظہور نہ ہوتا۔(۲۷)

مجلس ہفتم میں مرآت العارفین پڑھی گئی اوراس کی شرح کی گئی۔اس مجلس میں اعیانِ ثابتہ پرتفصیلاً گفتگو ہے اوراس سلسلے میں ابن عربیؒ اورعبدالکریم جیلیؒ کے حوالے بھی ہیں۔

اعیانِ ثابتہ کے دواعتبار ہیں ایک اعتبار سے وہ اسماء کی سی صورتیں ہیں اور دوسرے اعتبار سے اعیانِ خارجیہ کے حقائق ہیں اعیانِ ثابتہ اوّل اعتبار سے مثل ابدان کے ہیں جوارواح کیلئے ہوتے ہیں اور دوسرے اعتبار سے وہ مثل ارواح کے ہیں جوابدان کیلئے ہوتے ہیں اوراعیانِ ممکنہ کی بھی دوقسمیں ہیں ایک اعیانِ جوہری دوسرے اعیانِ عرضی پیش کی بجائے کل اعیان جوہری ہمیشہ متبوع ہیں اور اعیانِ عرضی ہمیشہ تابع اوراعیان جوہری وعرضی سے ہرقسم جنسِ اعلیٰ اور اسفل اوراوسط کے اعیان کی طرف منقسم ہیں اوران سے ہرجنس بےشماردانوں کی طرف منقسم ہیں اورانواع اصناف کی طرف منقسم ہیں اوراصناف کے اندربیشماراشخاص ہیں۔ (۲۸)

اگرحق نہ ہوتا توعالم نہ ہوتا اوراگرعالم نہ ہوتا توحق بھی نہ ہوتا کیونکہ عالم حق کی صورت ہے اورحق عالم کا روح جیسا کہ حق اور عالم کے ارتباط کے بیان میں حضرت عبدالکریم جیلیؒ فرماتے ہیں کہ وہ ایک جوہر ہے جو چارعنصروں میں ہے اوراس جوہر کے دوعرض ہیں پہلا ازل اوردوسراابداوراس جوہر کے دووصف ہیں پہلاحق اوردوسراخلق اوراس جوہر کے دونام ہیں پہلا رب اوردوسراعبد۔ (۲۹)

انسان کے تخیل کے مخلوق ہونے اوراس کے خالق ہونے کے بارے میں صاحب مرآت العاشقین فرماتے ہیں:

> ''انسان کا خیال جب کسی صورت کو ذہن میں متشکل کرتا ہے تواس کا یہ تخیل مخلوق ہوتا ہے اوروہ اس کا خالق ہے اورمتخیلات ہمیشہ متغیر ّو متبدل ہوتے رہتے ہیں پس عارف ہرآن نئی شان میں ہے اوروہ ہمیشہ مخلوق کوفنا اور بقاء کرتا رہتا ہے مگر یہ ایک ایسا جلیل القدرراز ہے جوسوائے اس کے ذوق والوں کے اورکوئی نہیں جان سکتا۔''(۳۰)

انسانِ کامل کے بارے میں فرمایا کہ''انسان کامل فاتحۃ الوجود ہے جس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے تمام موجودات کے قفل کھول دیئے اورگنجِ مخفی سے اشیاء عالم کاظہور ہوا پس عالم انسان کے اجمال کی تفصیل ہے اورانسان عالم کے تفصیل کا اجمال ہے پس انسانِ کامل صحیفۂ کامل اورنسخۂ جامعہ ہے۔''(۳۱)

انسان اللہ اوربندے کے درمیان ایک راز ہے اوراس بھید کی خبرملائکہ کوبھی نہیں جیسا کہ کسی عارف نے فرمایا ہے۔

میان عاشق و معشوق رمزیت
کراماً کاتبیں راہم خبر نیست

انسان دفترِ عالم کا دیباچہ اورعنوان ہے اور یہ تمام ظہورانسانِ کامل کے نور سے ہے۔اسمِ اعظم کلمۂ ھُو ہے اوراسمِ اعظم کا ھُو کا مسمّی بالذّات انسانِ کامل ہے اورھُو سے ھویت انسان کی طرف اشارہ ہے جواحدیت ذات کا عین ہے۔ (۳۲)

مجلس ہفتم میں صوفیانہ اصطلاحات کے متعلق تفصیل سے گفتگو ہوئی اورمختلف شعرا کے اشعار بھی پڑھے گئے اورکلمات شطحیات بھی زیربحث آئے۔

مجلس ہشتم میں بھی مرآت العارفین کی تعلیم بدستورشروع ہوئی اور بتایا گیا کہ یہ رسالہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے فرزند حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی خاطرتصنیف فرمایا جس میں آپ نے انسانِ کامل کی شان اوراس کے اسرارتحریرفرمائے اوراس کا نام مرآت العارفین یعنی عارفوں کا آئینہ رکھا اس واسطے کہ اس رسالہ شریفہ کے پڑھنے سے اپنے نفس کی شناخت اورذاتِ حق کی معرفت بخوبی حاصل ہوتی ہے بشرطیکہ کسی عارفِ کامل کی خدمتِ اقدس میں رہ کراس کے معانی اوراسرارکی تعلیم حاصل کی جائے۔اس کے حقائق ودقائق علوم وعقول میں نہیں سماسکتے اورنہ ہی فہم وقیاس میں آسکتے ہیں۔

اسی لئے پیر کامل کی رہنمائی میں ہی مرآت العارفین کو سمجھا جاسکتا ہے۔ دوسری صورت میں نتیجہ گمراہی ہوسکتا ہے۔
مجلسِ نہم میں بھی مرآت العارفین کی تشریح وتوضیح کی گئی۔ مسئلہ وحدت الوجود کے بارے میں فرمایا:

''اے عزیز سوائے وجود واحد کے دوسرا موجود نہیں اور یہ تمام صور واشکال جو خیال میں نظر آرہے ہیں مثل امواج اور حباب کے ہیں جو بحرِ ذخار وجود پروردگار میں نمودار ہیں۔ اگرچہ امواج وحباب عقل کے نزدیک غیر آب ہیں مگر من حیث الوجود خارج میں سوائے پانی کے کوئی شے موجود نہیں پس جس کی نظر امواج یعنی تعینات وتشخصات عالم پر پڑی۔ وہ اس بحرِ ذخار یعنی وجود پروردگار سے جو غیب سے شہادت کی طرف اور باطن سے ظاہر کی طرف متموج ہے غافل رہا اور غیریت کا قائل ہوا اور جس کی بصر بصیرت نے بحرِ معانی کا مشاہدہ کرلیا اس نے جان لیا کہ امواج صور واشکال نامتناہی بذات خود معدوم اور وجود ذاتِ الٰہی کے ساتھ موجود ہیں''(۳۳)

بعدازاں بطریقِ تمثیل فرمایا کہ

''تمام زیورات چاندی ہے مگر زیورات بوجہ صور واسماء مختلفہ چاندی پر حجاب ہوگئے ہیں حالانکہ خود چاندی ان زیورات کی شکلوں اور صورتوں کے ساتھ متشکل اور متصور ہے۔ اگر ان تمام زیورات کو کٹھالی میں رکھ کر گلا دیا جاوے تو صرف چاندی باقی رہ جاویگی۔ اسی طرح تمام ظروف کی اصل مٹی ہے مگر ظروف کو ان کی شکلوں کے نام سے پکارتے ہیں جب ظروف کو توڑ دیا جاوے تو اس کا نام مٹی ہوگا۔ پس اے عزیز صرف اسم وصفت کا پردہ ہے ورنہ ہر طرف وہر جا ذاتِ حق جلوہ نما ہے۔ جب اِسم وصفت اپنی اصل یعنی ذات میں مل جاتے ہیں تو پردہ درمیان سے اٹھ جاتا ہے۔''(۳۴)

مجلسِ نہم میں وحدت الوجود پر ہی گفتگو ہوئی۔ مولانا روم، مولانا جامی کے اشعار اور شاعر قادرؔی کی غزل بھی پڑی گئی جو فارسی میں ہی ہے آخر دوصفحات پر جلوی کتب خانہ کی کتابوں کی فہرست ہے۔ یہ فہرست 25 کتابوں پر مشتمل ہے۔ یہ تمام کتابیں علمِ تصوف میں نادر الوجود اور صد مایۂ ناز ہیں۔

مرآت العاشقین میں مجلسِ اول تا پنجم ''فیض سبحانی'' کے اقوال کی شرح ہے اور مجلسِ ششم تا نہم ''مرآت العارفین'' کے اقوال کی شرح ہے۔ شرح کرتے ہوئے جن متصوفین کے اقوال اور اشعار درج کئے گئے ہیں ان کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ امام غزالیؒ
۲۔ مولانا رومؒ
۳۔ شمس تبریزؒ
۴۔ بوعلی قلندرؒ
۵۔ مولانا جامیؒ
۶۔ شیخ فریدالدین عطارؒ
۷۔ بایزید بسطامیؒ
۸۔ شیخ شہاب الدین سہروردیؒ
۹۔ حضرت ذوالنون مصریؒ
۱۰۔ حضرت ابوبکر شبلیؒ
۱۱۔ ابوبکر واسطیؒ

۱۲۔ ابراہیم بلخیؒ

۱۳۔ عبدالکریم جیلیؒ

۱۴۔ حافظ شیرازیؒ

۱۵۔ بندہ نواز گیسودرازؒ

۱۶۔ شاہ فقیر اللہ علویؒ

مندرجہ بالا فہرست کے علاوہ تصوف کے سرتاج علیؓ، حضرت امام حسینؓ اور محی الدین ابن عربیؒ کے اقوال کے حوالے دیئے گئے ہیں۔ صوفیانہ مسائل کو سمجھانے کیلئے اتنے بڑے عارفین کے حوالے صوفیانہ مسائل اور صوفیانہ اصطلاحات کو بھی وقعت دیتے ہیں۔ صاحبِ کتاب کی بلند پروازی اپنے عروج پر ہے اور قوتِ متخیلہ بڑی متحرک ہے مضامین کی بلندی اور قوتِ خیال کا تحرک مختصر سے رسالہ کو معتبر بنانے میں کامیاب رہا ہے۔

صوفیانہ مجالس میں تعلیم و تلقین کے ذریعہ طالبوں اور مریدوں کو 'خدا بینی' کے عمل میں شریک کیا جاتا ہے۔ تصرفاتِ باطنی اور فیوضِ روحانی سے مرید فیض یاب ہوتے ہیں۔ صوفیانہ مسائل کو سمجھنے کیلئے نفس سے سننے کی بجائے حق سے سننا ضروری ہے اور پیر مرید کی روحانی بلندی کیلئے اس کے ادراک، احساس اور عمل کو درست کرتا ہے۔ پیر کا پاک ضمیر اس کی تلقین و ہدایت میں روحانی قوت بھر دیتا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ پیر غلام محمدؒ صاحب جلّو آنویؒ۔ ''مرآت العاشقین'' (یعنی) ملفوظات طیبات سید شیر محمدؒ شاہ گیلانیؒ، لاہور: اشرف پریس، بار اول، شوال المکرّم 1386ھ ص3۔

۲۔ ایضاً ص3

۳۔ ملا واحد دہلوی، مترجم ''راحت القلوب'' اُردو ترجمہ ملفوظات بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، جنوری 2004ء ص56۔

۴۔ مولوی سید صباح الدین عبدالرحمٰن، مضمون ''خواجگان چشت کے ملفوظات کی صحت'' ماہنامہ منادی جلد 49، شمارہ 4، 5، 6، نئی دہلی: درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ، 1974ء۔

۵۔ پیر غلام محمدؒ صاحب جلّو آنوی، ''مرآت العاشقین'' ص4۔

۶۔ ایضاً ص5

۷۔ ایضاً ص5

۸۔ ایضاً ص5

۹۔ ایضاً ص6

۱۰۔ ایضاً ص7

۱۱۔ ایضاً ص8-9

۱۲۔ ایضاً ص9-10

۱۳۔ ایضاً ص10

۱۴۔ ایضاً ص18

۱۵۔ ایضاً،ص23-22

۱۶۔ ایضاً،ص26-25

۱۷۔ ایضاً،ص26

۱۸۔ ایضاً،ص32

۱۹۔ ایضاً،ص33

۲۰۔ ایضاً،ص34

۲۱۔ ایضاً،ص34

۲۲۔ ایضاً،ص36

۲۳۔ ایضاً،ص39

۲۴۔ ایضاً،ص43

۲۵۔ ایضاً،ص49-48

۲۶۔ ایضاً،ص51تا53

۲۷۔ ایضاً،ص54-53

۲۸۔ ایضاً،ص57-56

۲۹۔ ایضاً،ص60

۳۰۔ ایضاً،ص63

۳۱۔ ایضاً،ص64

۳۲۔ ایضاً،ص70

۳۳۔ایضاً،ص85-84

۳۴۔ ایضاً،ص86